فضیلۃ الشیخ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ

بدعت
تعریف ...... اقسام ...... احکام

تعریف: لغوی تعریف:

یہ ''بدع'' سے لیا گیا ہے جس کا معنی ہے کسی چیز کا ایسے طریقے سے ایجاد کرنا جس کی پہلے کوئی مثال نہ ہو اور اسی سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے ﴿بدیع السموات والارض﴾ (البقرۃ:۱۱۷)

''یعنی ان کا ایجاد کرنے والا ایسے طریقے پر جس کی پہلے کوئی مثال نہیں ہے''

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿قل ما کنت بدعا من الرسل﴾ (الاحقاف:۹) (یعنی میں اللہ کی جانب سے بندوں کی طرف پیغام لانے والا پہلا انسان نہیں ہوں)۔ اور مثل ہے: (ابتدع فلان بدعۃ) ''یعنی اس نے ایسا طریقہ ایجاد کیا ہے جسے اس سے پہلے کسی نے نہیں کیا ہے''۔

ابتداع وایجاد کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ عادات میں ابتداع وایجاد جیسے نئی نئی ایجادات اور یہ جائز ہے۔ اس لیے کہ عادات میں اصل اباحت ہے۔

۲۔ دین میں نئی چیز کا ایجاد کرنا، یہ حرام ہے اس لیے کہ دین میں اصل توقیف ہے۔ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس کسی نے ہمارے دین میں کسی ایسی نئی چیز کی ایجاد کی جو دین سے نہیں تو وہ مردود ہے'' (بخاری ومسلم)

اور ''جس نے کوئی ایسا کام کیا جو ہمارے دین کے طریقے پر نہیں ہے تو وہ مردود ہے''۔ (صحیح مسلم)

بدعت کی قسمیں: دین میں بدعت کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: ایسی بدعت جس کا تعلق قول واعتقاد سے ہے جیسے جہمیہ، معتزلہ، رافضہ، اور تمام گمراہ فرقوں کے اقوال واعتقادات۔

دوسری قسم: عبادتوں میں بدعت، جیسے اللہ کی پرستش غیر مشروع عبادت سے کرنا اور اس کی چند قسمیں ہیں:

پہلی قسم: نفس عبادت ہی بدعت ہو جیسے کوئی ایسی عبادت ایجاد کر لی جائے جس کی شریعت میں کوئی بنیاد اور اصل نہ ہو۔ مثلاً غیر مشروع نماز، غیر مشروع روزہ یا غیر مشروع عیدیں جیسے عید میلاد وغیرہ۔ دوسری قسم: جو مشروع

عبادت میں زیادتی کی شکل میں ہو جیسے کوئی ظہر یا عصر کی نماز میں پانچویں رکعت زیادہ کردے۔

تیسری قسم: جو عبادت کی ادائیگی کے طریقوں میں ہو یعنی اسے غیر شرعی طریقے پر ادا کرے، جیسے مشروع اذکار و دعائیں اجتماعی آواز اور خوش الحانی سے ادا کرنا۔ اور جیسے اپنے آپ پر عبادت میں اتنی سختی برتنا کہ وہ سنت رسول ﷺ سے تجاوز کر جائے۔

چوتھی قسم: جو مشروع عبادت کسی ایسے وقت کی تخصیص کی شکل میں ہو جسے شریعت نے خاص نہ کیا ہو، جیسے پندرہویں شعبان کی شب و روز نماز و روزے کے ساتھ خاص کرنا، کیونکہ نماز و روزے اصلاً مشروع ہیں لیکن کسی وقت کے ساتھ خاص کرنے کے لیے دلیل کی ضرورت ہے۔

بدعت کی تمام قسموں کا حکم دینی نقطہ نظر سے: دین میں ہر بدعت حرام اور باعث ضلالت و گمراہی ہے، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''دین کے اندر تمام نئی پیدا کی ہوئی چیزوں سے بچو، کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے''۔ (ابوداؤد، ترمذی) اور امام ترمذی نے اس کو ''حسن صحیح'' کہا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے بھی (من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد۔) اور ایک دوسری روایت میں ہے (من عمل عملا لیس علیہ امرنا فھو رد) تو یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ دین میں ایجاد شدہ نئی چیز بدعت ہی ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور وہ مردود ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عبادات و اعتقادات میں بدعتیں حرام ہیں لیکن یہ حرمت بدعت کی نوعیت کے اعتبار سے مختلف ہے۔ بعض بدعتیں صراحتاً کفر ہیں، جیسے صاحب قبر سے تقرب حاصل کرنے کے لیے قبروں کا طواف کرنا اور ان پر ذبیحے اور نذر و نیاز پیش کرنا، ان سے مرادیں مانگنا اور فریاد رسی کرنا۔ یا جیسے غالی قسم کے جہمیوں و معتزلیوں کے اقوال۔ اور بعض بدعتیں وسائل شرک میں سے ہیں جیسے قبروں پر عمارتیں تعمیر کرنا اور وہاں نماز پڑھنا اور دعائیں مانگنا۔ بعض بدعتیں فسق اعتقادی ہیں جیسے خوارج، قدریہ اور مرجیہ کے اقوال اور شرعی دلیلوں کے مخالف ان کے اعتقادات۔ اور بعض بدعتیں معصیت و نافرمانی کی ہیں جیسے شادی و بیاہ سے کنارہ کشی اور دھوپ میں کھڑے ہو کر روزہ رکھنے کی بدعت اور شہوت جماع ختم کرنے کی غرض سے خصی کرنے کی بدعت۔ (شاطبی کی الاعتصام (۲/۳۷) دیکھئے)

تنبیہ: جس نے بدعت کی تقسیم اچھی اور بری بدعت سے کی ہے وہ غلطی و خطا پر ہے اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث (فان کل بدعۃ ضلالۃ) کے برخلاف ہے۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمام بدعتوں پر گمراہی کا حکم لگایا ہے اور

یہ صاحب کہتے ہیں کہ ہر بدعت گمراہی نہیں بلکہ کچھ بدعتیں ایسی ہیں جو نیک ہیں، اچھی ہیں۔ حافظ ابن رجب نے اپنی کتاب جامع العلوم والحکم میں رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان (فان كل بدعة ضلالة) کی شرح کرتے ہوئے کہا کہ آپ کا مذکورہ فرمان ان جامع کلمات میں سے ہے جن سے کوئی چیز خارج نہیں ہے، وہ اصول دین میں ایک عظیم اصل ہے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان (من احدث فی امرنا هذا ما ليس منه فهورد) کے مشابہ ہے، لہٰذا جس نے بھی کوئی نئی چیز ایجاد کی اور دین کی طرف اس کی نسبت کی اور دین میں اس کی کوئی اصل مرجع نہیں ہے تو وہ گمراہی ہے اور دین اس سے بَری اور الگ ہے خواہ وہ اعتقادی مسائل ہوں یا ظاہری و باطنی اعمال واقوال ہوں۔ (جامع العلوم والحکم: ۲۲۳)

اور بدعت حسنہ کہنے والوں کے پاس کوئی حجت و دلیل نہیں ہے سوائے حضرت عمرؓ کے تراویح کے بارے میں اس قول کے کہ "نعمت البدعة هذه" کیا ہی اچھی یہ بدعت ہے۔ ان لوگوں کا کہنا یہ بھی ہے کہ بہت ساری چیزیں ایسی رو پذیر ہوئیں جن پر سلف نے کوئی نکیر نہیں کی ہے جیسے کتابی شکل میں قرآن کریم کا جمع کرنا اور حدیث کی کتابت و تدوین۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ چیزیں ایسی ہیں جن کی شریعت میں اصل ہے، یہ نئی نہیں ہیں اور حضرت عمرؓ کا یہ فرمان "نعمت البدعة هذه" تو اس سے مراد لغوی بدعت ہے نہ کہ شرعی بدعت، پس شریعت میں جس کی اصل موجود ہے جس کی جانب رجوع کیا جا سکتا ہے تو جب اسے بدعت کہا جاتا ہے تو وہ لغوی بدعت مراد ہوتی ہے نہ کہ شرعی۔ اس لیے کہ شرعی طور پر بدعت وہ ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو جس کی جانب رجوع کیا جا سکے، اور قرآن کریم ایک کتاب کی شکل میں جمع کرنے کی اصل شریعت میں موجود ہے، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ قرآن کریم لکھنے کا حکم فرماتے تھے لیکن متفرق طور پر لکھا تھا، صحابہ کرامؓ نے ایک مصحف میں حفاظت کی غرض سے اکٹھا کیا۔ اور تراویح رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو چند راتیں پڑھائیں۔ اخیر میں فرض ہونے کے خوف سے جماعت سے پڑھنا چھوڑ دیا تھا، صحابہ کرامؓ برابر اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی میں اور وفات کے بعد الگ الگ گروپ میں پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں ایک امام کے پیچھے تمام لوگوں کو جمع کر دیا جیسے نبی کریم ﷺ کے پیچھے پڑھتے تھے اور یہ دین کے اندر کوئی بدعت نہیں ہے۔ اور کتابت حدیث کی بھی شریعت میں اصل ہے اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے بعض صحابہ کرامؓ کو بعض حدیثیں لکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی اور عمومی طور پر آپ کے زمانے میں اس کے لکھنے کی ممانعت تھی اس ڈر سے کہ کہیں قرآن کے ساتھ خلط ملط نہ ہو جائے۔ لیکن جب آپ کی وفات ہوگئی تو یہ خطرہ ٹل گیا کیوں کہ قرآن مکمل ہو گیا اور آپ کی وفات سے پہلے ہی محفوظ کر لیا گیا۔ تو اس کے بعد مسلمانوں نے سنت کو ضیاع سے بچانے کی غرض سے اس کی تدوین شروع کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے بہترین بدلہ دے اس لیے کہ انہوں نے اپنے رب کی کتاب اور نبی ﷺ کی سنت ضائع ہونے اور خلط ملط کرنے والوں کے کھیل سے محفوظ کر رکھا۔

مسلمانوں کی زندگی میں بدعتوں کا ظہور اور اس کے اسباب:

اولاً مسلمانوں کی زندگی میں بدعتوں کا ظہور۔اس کے تحت دو مسئلے ہیں۔

پہلا مسئلہ: بدعتوں کے ظہور کا وقت: شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے فرمایا کہ معلوم ہونا چاہیے کہ عام بدعتیں جن کا تعلق علوم وعبادات سے ہے۔ یہ خلفائے راشدین کے آخری دور خلافت میں رونما ہوئیں جیسے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کی خبر دی ہے۔آپ نے فرمایا ''تم میں سے جولوگ میرے بعد زندہ رہیں گے وہ بہت زیادہ اختلافات دیکھیں گے۔تو تم لوگ میری سنت اور میرے بعد خلفاء راشدین کی سنت کو لازم کرلو اور اسی پر جمے رہو۔'' (مجموع الفتاویٰ ۱۰/۳۵۴) تو سب سے پہلے انکارِ تقدیر، انکارِ عمل، تشیع اور خوارج کی بدعتیں ظاہر ہوئیں۔ یہ بدعتیں دوسری صدی ہجری میں رونما ہوئیں جب کہ تابعین کرامؒ موجود تھے۔انہوں نے ان بدعتیوں پر گرفت کی۔ پھر اعتزال کی بدعت ظاہر ہوئی اور مسلمانوں میں طرح طرح کے فتنے ظاہر ہوئے۔ پھر خیالات میں اختلافات پیدا ہوا، بدعات اور نفس پرستی کی جانب میلان ہوا۔صوفیت اور قبروں پر تعمیر کی بدعتیں بہترین زمانوں کے گزر جانے کے بعد ظاہر ہوئیں اور ایسے ہی جوں جوں وقت گزرتا گیا قسم قسم کی بدعتیں بڑھتی رہیں۔

دوسرا مسئلہ: بدعتوں کے ظاہر ہونے کی جگہیں۔ اسلامی ممالک بدعتوں کے ظاہر ہونے میں مختلف ہیں۔شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے کہا ہے کہ وہ بڑے بڑے شہر جہاں صحابہ کرام نے سکونت اختیار کی اور جن سے علم وایمان کی قندیلیں روشن ہوئیں، پانچ ہیں۔دونوں حرم (یعنی مکہ و مدینہ) دونوں عراق (یعنی بصرہ و کوفہ) اور شام، انہیں جگہوں سے قرآن و حدیث، فقہ وعبادت اور دیگر اسلامی امور کی کرنیں پھوٹیں اور بجز مدینہ منورہ کے انہیں شہروں سے اعتقادی بدعتیں نکلیں۔کوفہ سے شیعیت وارجاء کی ابتداء ہوئی جو بعد میں دیگر شہروں میں پھیلی اور بصرہ سے قدریت واعتزال اور غلط و فاسد عبادتوں کا ظہور ہوا جو بعد میں دوسرے شہروں میں پھیلی اور شام ناصبیت اور قدریت کا گڑھ تھا۔رہی جہمیت تو اس کا ظہور خراسان کی جانب سے ہوا اور یہ سب سے بڑی بدعت ہے۔ بدعتوں کا ظہور شہر نبوی ﷺ سے دوری کے اعتبار سے ہوا اور جب حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد فرقہ بندی ہوئی تو حروری بدعت کا ظہور ہوا،لیکن مدینہ نبویہ ان بدعتوں کے ظہور سے محفوظ تھا۔ اگرچہ وہاں بھی کچھ ایسے لوگ تھے جو دلوں میں بدعات چھپائے ہوئے تھے مگر اہل مدینہ کے نزدیک وہ ذلیل ورسوا تھے، کیونکہ مدینہ میں قدریہ وغیرہ کی ایک جماعت تھی لیکن یہ لوگ ذلیل ومغلوب تھے

اس کے برخلاف کوفہ میں شیعیت وار جاء، بصرہ میں اعتزال اور زاہدوں کی بدعتیں شامل ہیں اہلِ بیت سے براءت کا اظہار تو یہ چیزیں ان مقامات پر ظاہر باہر تھیں۔ نبی کریم ﷺ سے صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ دجال مدینہ میں داخل نہیں ہوگا، وہاں امام مالکؒ کے شاگردوں کے زمانے تک علم وایمان ظاہر وغالب رہا اور یہ لوگ چوتھی صدی ہجری کے ہیں۔ رہے تین بہترین صدیوں کے زمانے تو ان میں مدینہ منورہ میں قطعی طور پر کوئی بدعت ظاہر نہیں ہوئی تھی اور نہ ہی دین کے اعتقادی امور میں کوئی بدعت یہاں سے دوسرے شہروں کی طرح نکلی۔ (مجموع الفتاوی ۲۰/۳۰۰)

ثانیاً بدعتوں کے ظہور کے اسباب:

بلاشبہ کتاب وسنت پر مضبوطی سے جمے رہنے ہی میں بدعت وگمراہی میں پڑنے سے نجات ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ﴾ (سورۃ الانعام:۱۵۳) ''اور یہی میرا راستہ سیدھا ہے۔ اسی کی پیروی کرو اور دیگر راستوں کی پیروی نہ کرو جو تمہیں اس کے راستے سے جدا کردیں۔'' نبی کریم ﷺ نے اس کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت میں واضح کردیا ہے، آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا کہ یہ اللہ کا راستہ ہے پھر اس کے دائیں بائیں چند لکیریں کھینچیں اور فرمایا یہ بہت سارے راستے ہیں اور ان میں سے ہر ایک راستے پر شیطان ہے جو اپنی جانب بلارہا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ذلکم وصاکم بہ لعلکم تتقون﴾ ''اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے۔ سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کردیں گی اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگاری اختیار کرو۔'' (مسند احمد، ابن حبان اور مستدرک حاکم)

پس جو بھی کتاب وسنت سے روگردانی کرے گا تو اسے گمراہ کن راستے اور نئی نئی بدعتیں اپنی جانب کھینچ لیں گی۔ بدعتوں کے ظہور کے اسباب کا خلاصہ درج ذیل امور میں پیش کیا جاتا ہے۔ دینی احکام سے لاعلمی وجہالت، خواہشات کی پیروی، آراء واشخاص کے لیے عصبیت برتنا، کافروں کی مشابہت اختیار کرنا اور ان کی تقلید کرنا۔

پہلا سبب: دینی احکام سے لاعلمی وجہالت:

جوں جوں زمانہ گزرتا گیا اور لوگ آثار رسالت سے دور ہوتے گئے، علم کم ہوتا رہا اور جہالت عام ہوتی گئی جیسا کہ اس کی خبر نبی ﷺ نے اپنی اس حدیث میں دی ہے: (تم میں سے زندہ رہنے والا شخص بہت سارے اختلافات دیکھے گا)۔ (ابوداؤد، ترمذی)

اور اپنے اس فرمان میں بھی ''کہ اللہ تعالیٰ علم بندوں سے چھین کر نہیں ختم کرے گا بلکہ علماء کو ختم کرکے علم ختم کرے گا۔ یہاں تک کہ جب کسی عالم کو زندہ نہیں چھوڑے گا تو لوگ جاہلوں کو رؤساء بنالیں گے اور یہ لوگ مسئلہ پوچھے

جانے پر بغیر علم کے فتویٰ دیں گے تو خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔'' (جامع بیان العلم وفضلہ ۱/۱۸۰) تو علم اور علماء ہی بدعت کا منہ توڑ جواب دے سکتے ہیں، اور جب علم وعلماء ہی کا فقدان ہو جائے تو بدعت کے پھیلنے پھولنے اور بدعتیوں کے سرگرم ہونے کے مواقع میسر ہو جاتے ہیں۔

دوسرا سبب: خواہشات کی پیروی: جو کتاب وسنت سے اعراض کرے گا وہ اپنی خواہشات کی پیروی کرے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ''اگر یہ تیری بات نہ مانیں تو تُو یقین کر لے کہ یہ صرف اپنی خواہش کی پیروی کر رہے ہیں اور اس سے بڑھ کر بہکا ہوا کون ہے؟ جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہو بغیر اللہ کی راہنمائی کے'' (القصص: ۵۰) اور فرمایا ''کیا آپ نے اسے بھی دیکھا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اسے گمراہ کر دیا اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھ پر بھی پردہ ڈال دیا ہے، اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے'' (الجاثیۃ: ۲۳) اور یہ بدعتیں اتباع خواہشات کی پیداوار ہیں۔

تیسرا سبب: مخصوص لوگوں کی رائے کے لیے تعصب برتنا: کسی کی رائے کی طرف داری کرنا، یہ انسان کیلئے دلیل کی پیروی ومعرفتِ حق کے درمیان بہت بڑی رکاوٹ ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿و اذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ آباء نا﴾ (سورۃ البقرۃ: ۱۷۰) ''اور ان سے جب کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب کی پیروی کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اس طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے'' اور آج کل یہی حالت متعصبین کی ہے خواہ وہ مذاہب وصوفیت کے بعض پیروکار ہوں یا قبوری حضرات جب انہیں کتاب وسنت کی پیروی اور ان دونوں کی مخالف چیزوں کو چھوڑنے کو کہا جاتا ہے تو یہ حضرات اپنے مذاہب، مشائخ اور آباء اجداد کو دلیل بناتے اور بطور حجت پیش کرتے ہیں۔

چوتھا سبب: کافروں سے مشابہت اختیار کرنا: کافروں سے مشابہت سب سے زیادہ بدعتوں میں مبتلا کرنے والی چیزوں میں سے ہے جیسا کہ ابوواقد لیثیؓ کی حدیث میں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ حنین کی طرف نکلے اور ہمارے کفر کا زمانہ ابھی قریب ہی تھا، مشرکوں کے لیے ایک بیری کا درخت تھا جہاں یہ لوگ ٹھہرتے تھے اور جس کے ساتھ اپنے ہتھیار لٹکاتے تھے۔ جسے ذات انواط کہا جاتا تھا، تو ہمارا گزر بیری کے درخت کے پاس سے ہوا، ہم لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے لیے بھی ذات انواط بنا دیجئے جیسا ان کے لیے ذات انواط ہے، رسول اللہ ﷺ نے تعجب کرتے ہوئے کہا اللہ اکبر، یہی سنتیں ہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ

میں میری جان ہے تم لوگوں نے ویسے ہی کہا ہے جیسے کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا ﴿اجعل لنا الها کما لهم آلهة قال انكم قوم تجهلون﴾ (سورۃ الاعراف ۱۳۸) ''ہمارے لئے بھی ایک معبود ایسا ہی مقرر کر دیجئے جیسے ان کے یہ معبود ہیں، آپ نے فرمایا کہ واقعی تم لوگوں میں بڑی جہالت ہے''۔ ''تم لوگ اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقے ضرور اختیار کرو گے''۔ (ترمذی) اس حدیث میں وضاحت ہے کہ کفار کی مشابہت ہی نے بنی اسرائیل اور بعض صحابہؓ کو اس بات پر ابھارا کہ وہ اپنے نبی سے ایسا غلط مطالبہ کریں کہ وہ ان کے لیے اللہ کو چھوڑ کر ایک ایسا معبود مقرر کر دیں جس کی وہ پرستش کریں اور اس سے تبرک حاصل کریں۔ اور یہی آج حقیقت میں ہو رہا ہے اس لیے کہ اکثر مسلمانوں نے شرک و بدعت کے ارتکاب میں کافروں کی روش اپنائی ہوئی ہے۔ جیسے مخصوص اعمال کے لیے دنوں اور ہفتوں کا تعین، یادگاری چیزوں کی مناسبت سے جلسے جلوس منعقد کرنا، یادگاری تصویریں، مجسمے قائم کرنا، ماتم کی محفلیں منعقد کرنا، جنازے کی بدعتیں اور قبروں پر تعمیر وغیرہ۔

بدعتوں کے سلسلے میں اہل سنت کا موقف: اہل سنت و جماعت ہمیشہ سے بدعتیوں کی تردید اور ان کی بدعتوں پر نکیر کرتے رہے ہیں اور انہیں یہ کرنے سے منع کرتے رہے ہیں، اس کی چند مثالیں آپ کے سامنے پیش کی جا رہی ہیں۔

☆ ام درداء سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ ابوالدرداء میرے پاس غصے کی حالت میں آئے، میں نے پوچھا کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں ان لوگوں میں محمد ﷺ کے دین سے کچھ نہیں جانتا ہوں سوائے اس کے یہ تمام لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ (بخاری)

☆ عمرو بن یحییٰ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم لوگ عبداللہ بن مسعودؓ کے دروازے پر صبح کی نماز سے پہلے بیٹھے ہوئے تھے کہ جب وہ باہر نکلیں تو ہم سبھی لوگ ان کے ساتھ مسجد چلیں، اتنے میں ابوموسیٰ اشعریؓ آئے اور کہا کہ کیا ابھی تک ابوعبدالرحمٰنؓ نہیں نکلے؟ ہم نے کہا کہ نہیں تو وہ بھی ان کے نکلنے تک بیٹھ گئے، جب وہ نکلے تو ہم سبھی لوگ کھڑے ہو گئے، ابوموسیٰؓ نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰنؓ میں نے ابھی مسجد میں ایک ایسی چیز دیکھی ہے جو مجھے بہت ناگوار گزری، اور الحمدللہ خیر ہی دیکھی ہے، انہوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اگر رہیں گے تو آپ بھی دیکھ لیں گے، انہوں نے کہا کہ میں نے مسجد میں کچھ لوگوں کو حلقہ لگا کر بیٹھے ہوئے دیکھا وہ نماز کے انتظار میں تھے۔ ہر حلقہ میں ایک آدمی تھا اور ان کے ہاتھ میں کنکریاں تھیں۔ جب وہ کہتا کہ سو بار ''اللہ اکبر'' کہو تو سب لوگ سو بار ''اللہ اکبر'' کہتے اور جب وہ کہتا کہ سو بار ''لا الہ الا اللہ'' کہو تو وہ سو بار کہتے، جب وہ کہتا کہ سو مرتبہ ''سبحان اللہ'' کہو تو وہ سو مرتبہ ''سبحان اللہ'' کہتے۔ انہوں نے کہا کیوں

نہیں تم نے انہیں اپنے گناہوں کو شمار کرنے کو کہا اور تم ضمانت لے لیتے کہ تمہاری کوئی بھی نیکی ضائع نہیں ہوگی۔ پھر وہ چلے ہم بھی ان کے ساتھ چل پڑے۔ یہاں تک کہ ان حلقوں میں سے ایک حلقے کے پاس آ کر کھڑے ہوئے اور کہا یہ کیا میں تمہیں کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اے ابوعبدالرحمٰنؓ کنکریاں ہیں جن سے ہم تکبیر و تہلیل، تسبیح اور تحمید کا شمار کرتے ہیں۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ تم لوگ اپنی اپنی خطائیں شمار کرو میں تمہارے لیے اس بات کی ضمانت لیتا ہوں کہ تمہاری کوئی نیکی برباد نہیں ہوگی۔ اے امت محمدؐ تمہاری تباہی و بربادی ہو کتنی جلدی تمہاری ہلاکت آ گئی۔ یہ صحابہ کرامؓ کی جماعت موجود ہے، یہ نبی کریم ﷺ کے کپڑے ابھی بوسیدہ نہیں ہوئے اور نہ ہی آپ کے برتن ٹوٹے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کیا تم لوگ ایسے طریقے پر ہو جو محمد ﷺ کے طریقے سے زیادہ بہتر ہے یا گمراہی کے دروازے کھولنے والے ہو۔ تو ان لوگوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! اے ابوعبدالرحمٰنؓ، ہمارا مقصد صرف خیر کا ہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ کتنے خیر کے متلاشی اسے ہرگز نہیں پا سکتے، رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک حدیث سنائی کہ ''ایک قوم قرآن مجید پڑھے گی لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا'' اور اللہ کی قسم مجھے معلوم نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ وہ زیادہ تر تمہیں میں سے ہوں یہ کہہ کر وہ وہاں سے واپس چلے گئے۔ عمرو بن سلمہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے انہیں نہروان کے دن دیکھا کہ وہ خوارج کے ساتھ ہم سے نیزہ زنی کر رہے تھے۔ (دارمی)

☆ ایک آدمی حضرت امام مالک بن انس رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آ کر کہنے لگا کہ میں کہاں سے احرام باندھوں؟ تو آپ نے جواب دیا کہ اس میقات سے جو رسول اللہ ﷺ نے مقرر کیا ہے وہاں سے احرام باندھو، آدمی نے کہا کہ اگر اس سے دور سے احرام باندھوں تو؟ امام مالکؒ نے کہا کہ یہ میں اچھا نہیں سمجھتا۔ تو اس آدمی نے کہا کہ اس میں آپ کیا برا سمجھتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ تمہارے فتنے میں پڑنے کا مجھے خوف ہے، اس آدمی نے کہا کہ خیر کے زیادہ چاہنے میں کیا فتنہ ہو سکتا ہے، تو امام مالک نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿فليحذر الذين يخالفون عن امره ان تصيبهم فتنة او يصيبهم عذاب اليم﴾ (النور:٦٣) ''سنو جو لوگ حکم رسولؐ کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آ پڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے'' اور کون سا فتنہ اس سے بڑا ہو سکتا ہے کہ تم نے اپنے آپ کو ایسے فضل کے ساتھ خاص کیا جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص نہیں تھا۔ (یہ واقعہ ابو شامہ نے الباعث علی انکار البدع والحوادث ص ۱۴ میں ابوبکر خلال سے نقل کیا ہے)

یہ چند نمونے ہیں اور اللہ کے فضل و کرم سے ہر زمانے میں علماء کرام بدعتیوں کی نکیر کرتے رہے ہیں۔

بدعتیوں کی تردید میں اہلِ سنت و جماعت کا طریقہ کار: اس سلسلے میں ان کا طریقہ کتاب و

سنت پر مبنی ہے اور یہی طریقہ مقنع اور مسکت ہے وہ اس طرح کہ بدعتیوں کے شبہات پیش کرنے کے بعد اس کا توڑ پیش کرتے ہیں اور سنتوں پر کاربند رہنے، بدعات اور محدثات سے باز رہنے کے وجوب پر کتاب وسنت سے دلیلیں پیش کرتے ہیں اور اسی سلسلے میں بے شمار کتابیں تالیف کی ہیں اور ایمان وعقیدہ کے باب میں شیعہ، خوارج، جہمیہ، معتزلہ اور اشاعرہ کے مبتدعانہ اقوال پر کتب عقیدہ میں تردید کی ہے۔ جیسا کہ امام احمدؒ نے جہمیہ کی تردید میں کتاب تالیف کی ہے، اور دیگر ائمہ جیسے عثمان بن سعید الداریؒ اور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ وآپ کے شاگرد علامہ ابن القیمؒ اور شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ وغیرہم نے ان تمام فرقوں نیز قبوریوں اور صوفیوں کی تردید میں کتابیں لکھیں۔

البتہ خاص بدعتیوں کی تردید میں کتابیں تو بہت زیادہ ہیں ان میں چند کا ذکر بطور مثال کیا جاتا ہے۔

پرانی کتابوں میں سے: (۱) امام شاطبی کی کتاب: "الاعتصام" (۲) شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی کتاب: "اقتضاء الصراط المستقیم" جس کا بہت بڑا حصہ بدعتیوں کے رد پر مشتمل ہے۔

(۳) ابن وضاح کی کتاب: "انکار البدع و الحوادث" (۴) طرطوشی کی کتاب "الحوادث و البدع"

(۵) ابوشامہ کی کتاب "الباعث علی انکار البدع و الحوادث"

(۶) شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی کتاب "منهاج السنة النبویة فی الرد علی الرافضة و القدریة"

جدید کتابوں میں سے: (۱) شیخ علی بن محفوظ کی کتاب "الابداع فی مضار الابتداع"

(۲) شیخ محمد بن احمد الشقیری الحوامدی کی کتاب "السنن و المبتدعات المتعلقة بالاذکار و الصلوات"

(۳) سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز کی کتاب "التحذیر من البدع"

اور الحمدللہ مسلسل مسلم علماء کرام بدعتوں پر نکیر کرتے اور بدعتیوں کی تردید روزنامے و ماہنامے، اخبار اور پرچے، ریڈیو، ٹیلیویژن وجمعہ کے خطبوں، ندوات وتقریروں میں کرتے رہتے ہیں، جس کا مسلمانوں کو دینی تحفظ فراہم کرنے، بدعتوں اور بدعتیوں کو ختم کرنے میں بہت اہم کردار واثر رہتا ہے۔

عصر حاضر کی بدعتوں کے چند نمونے: دور حاضر کی بدعتیں تاخیر زمانہ، قلت علم، بدعات وخرافات کی طرف دعوت دینے والوں کی کثرت اور بمصداق فرمان رسول ﷺ عادات وتقالید میں کفار سے مشابہت سرایت کر جانے کی وجہ سے بہت زیادہ ہیں۔

انہیں بدعتوں میں چند درج ذیل ہیں: (۱) محفل عید میلاد النبی ﷺ (۲) مقامات، نشانات اور مردوں

وغیرہ سے تبرک حاصل کرنا۔

(۳) عبادات اور تقرب الی اللہ کی بدعتیں

ا۔ ربیع الاول میں میلاد النبیؐ کی مناسبت سے جشن منانا: جو شخص محفل میلاد النبی ﷺ منعقد کرے نصاریٰ کی مشابہت اختیار کر لیتا ہے۔ نادان مسلمان یا گمراہ کن علماء رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کی مناسبت سے ہر سال ماہ ربیع الاول میں محفلیں منعقد کرتے ہیں، بعض اس محفل کا انعقاد مسجدوں میں کرتے ہیں اور بعض گھروں یا اس غرض سے بنی مخصوص جگہوں میں کرتے ہیں، جس میں عوام کی ایک بڑی تعداد حاضر ہوتی ہے اور یہ کام نصاریٰ کی مشابہت میں کرتے ہیں، اس لیے کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی محفل میلاد کی بدعت ایجاد کی ہے اور اکثر وبیشتر یہ محفلیں بدعت اور نصاریٰ کی مشابہت کے ساتھ شرکیات ومنکرات سے بھی خالی نہیں ہوتیں جیسے ان قصیدوں کا پڑھنا جس میں اللہ کو چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کو پکارنے اور آپ سے فریادرسی کرنے کی حد تک غلو ہو جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی مدح میں غلو کرنے سے منع فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے ''تم لوگ میرے بارے میں غلو مت کرنا جیسا کہ نصاریٰ نے ابن مریم کے سلسلے میں غلو کیا ہے، بلکہ میں ایک بندہ ہوں تو تم لوگ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہو''۔ (بخاری ومسلم)

الاطراء کے معنی ہیں مدح میں غلو حد سے تجاوز کرنا، اور بسا اوقات ان لوگوں کا یہ بھی اعتقاد ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان محفلوں میں حاضر ہوتے ہیں۔ ان محفلوں میں اجتماعی شکل میں خوش الحانی سے گانے، ڈھول بجانے، اس کے علاوہ صوفیاء کے ایجاد کردہ درود کرنے کی دیگر برائیاں بھی ہوتی ہیں۔ اور کبھی کبھی ان محفلوں میں مردوں عورتوں کا اختلاط بھی ہوتا ہے جو فتنے کا باعث ہوتا ہے اور بدکاری میں ملوث ہونے کا داعی بن جاتا ہے۔ حتیٰ کہ یہ محفلیں اگر ان ممنوعہ چیزوں سے خالی بھی ہوں اور صرف اجتماع کھانے، پینے اور خوشی کے اظہار کرنے پر ہی مبنی ہوں جیسا کہ ان لوگوں کا کہنا ہے تب بھی یہ ایک نئی ایجاد کردہ بدعت ہے۔ اور دین میں نئی ایجاد کی ہوئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ نیز یہ اس کی ترقی کا وسیلہ ہے جس میں وہی برائیاں پیدا ہوں گی جو دیگر محفلوں میں ہوا کرتی ہیں۔ اور ہم نے اس کو بدعت کہا ہے اس لیے کہ قرآن وحدیث میں اس کی کوئی دلیل واصل نہیں ہے، اور نہ ہی سلف صالحین کے عمل سے ثابت ہے اور نہ ہی اس کا وجود بہترین زمانوں میں تھا، اس کا وجود تاخیر سے چوتھی صدی ہجری کے بعد ہوا، فاطمی شیعوں نے اس کی ایجاد کی۔ امام ابو حفص تاج الدین فاکہانی فرماتے ہیں: (مبارکیوں کی ایک جماعت نے اس اجتماع کے بارے میں بار بار یہ سوال کیا ہے جسے بعض لوگ ماہ ربیع الاول میں میلاد النبی ﷺ کے نام سے کرتے ہیں تو کیا دین میں اس کی کوئی اصل ہے؟ جس کے بارے میں انہوں نے واضح جواب طلب کیا ہے۔ تو اللہ کی توفیق سے

میں نے جواب میں کہا: (کتاب وسنت میں اس میلاد کی مجھے کوئی دلیل معلوم نہیں ہے اور نہ ہی اسے منعقد کرنا امت کے ان علماء میں سے کسی سے نقل کیا جاتا ہے جو دین میں قدوہ ہیں اور متقدمین کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں بلکہ یہ ایک ایسی بدعت ہے جسے بیکار لوگوں نے ایجاد کیا ہے اور ایک خواہش نفس ہے جس سے حرام خور مالدار ہو گئے۔ اور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: (اور ایسے ہی وہ چیزیں ہیں جو بعض لوگ گھڑ کر مناتے ہیں یا میلاد عیسیٰؑ میں نصاریٰ کی مشابہت کرتے ہوئے اور یا نبی ﷺ کی محبت اور تعظیم میں آپ کی عید میلاد مناتے ہیں، حالانکہ آپ کی تاریخ پیدائش میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ کیونکہ اسے سلف کرام نے نہیں کیا ہے اگر اس کا کرنا محض خیر ہوتا یا کرنا راجح ہوتا تو سلف صالحین ہم سے زیادہ اس کے حقدار ہوتے، کیونکہ وہ لوگ ہم سے زیادہ نبی کریم ﷺ سے محبت اور تعظیم آپ کی متابعت وفرمانبرداری، نیز آپ ﷺ کے حکم کی پیروی، آپ کی سنت کا احیاء ظاہری وباطنی طور پر، آپ ﷺ کی دعوت کو عام کرنے اور اس پر دل، ہاتھ اور زبان سے جہاد کرنے میں ہے، کیونکہ یہی طریقہ مہاجرین وانصار کے سابقین اولین کا ہے اور ان لوگوں کا بھی ہے جنہوں نے اچھائی کے ساتھ ان کی پیروی کی۔ (اقتضاء الصراط المستقیم: (۲/۶۱۵) اور اس بدعت کے انکار میں نئی اور پرانی کتابیں اور رسائل لکھی گئیں اور یہ بدعت ومشابہت ہونے کے ساتھ ساتھ دیگر میلادوں کے قائم کرنے کی طرف لے جاتی ہے، جیسے ولیوں، مشائخ اور بڑے بڑے قائدین کی میلاد منعقد کرنا جس سے بہت زیادہ برائیوں کے دروازے کھلیں گے۔

۲۔ مقامات، نشانات اور زندہ ومردہ آدمیوں سے تبرک حاصل کرنا۔ تبرک کے معنی ہے برکت طلب کرنا اور کسی چیز میں بھلائی، بھلائی میں زیادتی ثابت ہونے کو برکت کہتے ہیں، اچھائی اور اس کی زیادتی اس سے طلب کی جاسکتی ہے جو اس کا مالک اور اس پر قادر ہو اور وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ وہی برکت نازل کرتا ہے اور اسے برقرار رکھتا ہے، رہی مخلوق تو وہ برکت عطا کرنے اور اس کے ایجاد کرنے پر قدرت نہیں رکھتی اور نہ ہی اس کے باقی و برقرار رکھنے پر ہی قادر ہے۔ لہٰذا جگہوں، نشانیوں اور زندہ ومردہ آدمیوں سے تبرک حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ اگر وہ یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ یہ چیز برکت عطا کرسکتی ہے تو وہ شرک ہے اور اگر اس اعتقاد سے کرتا ہے کہ اس کی زیارت، اسے چھونا اور چھو کر مسح کرنا اللہ کی طرف سے حصول برکت کا سبب ہیں تو شرک کا وسیلہ ہے۔ اور رہی یہ بات کہ صحابہ کرامؓ جو نبی کریم ﷺ کے بال، آپ کے تھوک اور آپ کے جسم سے علیحدہ ہونے والی چیزوں سے تبرک حاصل کرتے تھے تو یہ آپ کی زندگی میں آپ کے ساتھ خاص ہے، جس کی دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ آپ ﷺ کے کمرے اور آپ کے مرنے کے بعد آپ کی قبر سے تبرک نہیں حاصل کرتے تھے اور نہ ہی تبرک کی غرض سے نماز کی جگہوں اور آپ کے بیٹھنے کی جگہوں کا قصد وارادہ کرتے تھے اور ایسے ہی اولیاء کی جگہوں کا بدرجہ اولیٰ قصد نہیں کرتے تھے اور نہ ہی وہ لوگ افضل صحابہ میں سے نیک لوگوں جیسے ابوبکرؓ وعمرؓ وغیرہ سے زندگی میں اور نہ ہی موت کے بعد برکت حاصل کرتے تھے، اور نہ ہی نماز اور دعا کے لیے غارِ حرا کا رخ کرتے تھے اور نہ اس غرض سے جبل طور جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا یا ان جگہوں کے علاوہ ان پہاڑوں پر جاتے تھے جنہیں کہا جاتا ہے کہ نبیوں وغیرہ کے مقامات ہیں اور نہ کسی ایسے مشہد کا رخ کرتے تھے جو نبیوں میں سے کسی نبی کے نشان پر بنایا گیا ہے۔ نیز وہ جگہ جہاں

آپ مدینہ میں ہمیشہ نماز پڑھتے تھے، سلف صالحین میں سے کوئی اسے ہاتھ لگاتا تھا اور نہ اسے بوسہ دیتا تھا اور نہ ہی مکہ وغیرہ میں اس جگہ جہاں آپ نے نماز پڑھی ہے۔ تو جب وہ جگہیں جس پر آپ اپنے مبارک قدموں سے چلے ہیں اور جہاں نمازیں پڑھی ہیں، آپ کی امت کے لیے اسے چھونا یا بوسہ دینا مشروع نہیں تو پھر ان مقامات وجگہوں کے ساتھ کیسے جائز ہوسکتا ہے جہاں آپ کے غیر نے نماز پڑھی ہے یا اس پر سوئے ہیں۔ ان چیزوں میں سے کسی بھی چیز کو چھونا و بوسہ دینا علماء کرام دین اسلام کے یقینی چیزوں میں سے جانتے ہیں کہ یہ محمد ﷺ کی لائی ہوئی شریعت سے نہیں ہیں۔ (اقتضاء الصراط المستقیم:۲/ ۷۹۵۔۸۰۲)

۳۔ <u>**قربتِ الٰہی اور عبادات کی بدعتیں**</u>: اس زمانے میں عبادتوں میں جو بدعتیں ایجاد کی گئی ہیں بہت زیادہ ہیں، اس لیے کہ عبادات کے اندر توقیف ہی اصل ہے، تو اس میں کوئی چیز بغیر دلیل مشروع نہیں ہوسکتی ہے اور جس چیز پر کوئی دلیل نہ ہو تو وہ بدعت ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ''جس نے کوئی ایسا کام کیا جو ہمارے دین پر نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔'' اور آج کل کی جانے والی عبادتیں جن کی کوئی دلیل نہیں ہے بہت زیادہ ہیں، انہیں بدعتوں میں سے نماز کے لیے بلند آواز سے نیت کرنا، جیسے یہ کہنا کہ ایسے ایسے نماز اللہ کے لیے پڑھنے کی نیت کرتا ہوں اور یہ بدعت ہے، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت نہیں ہے اور اس لیے بھی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿قل اتعلمون الله بدينكم والله يعلم ما في السموات و ما في الارض والله بكل شئي عليم﴾ (سورۃ الحجرات: ۱۶) ''کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ کو اپنی دینداری سے آگاہ کررہے ہو، اللہ ہر اس چیز سے جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے بخوبی آگاہ ہے اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے'' اور نیت کی جگہ دل ہے اور یہ قلبی کام ہے نہ کہ زبان سے کہنے کا ہے، اور انہیں بدعتوں میں سے نماز کے بعد ایک ساتھ مل کر ذکر واذکار کرنا اس لیے کہ مشروع یہ ہے کہ ہر آدمی وارد ذِکر تنہا تنہا کرے۔ انہیں میں سے مردوں کے لیے دعا کے بعد اور مناسبتوں میں فاتحہ خوانی کرنا، اور انہیں بدعتوں میں سے اموات پر محفل ماتم منعقد کرنا، کھانا تیار کروانا اور اجرت پر قرآن خوانی کرانا، اس خیال سے کہ یہ تعزیت میں سے ہے یا یہ کہ میت کے لیے نفع بخش ہے۔ حالانکہ یہ سب بدعت ہیں جس کی کوئی اصل نہیں ہے اور ایسی مشقتیں اور بیڑیاں ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نہیں اتاری ہے۔ اور انہیں میں سے دینی مناسبتوں سے جیسے اسراء ومعراج کی مناسبت، ہجرت نبوی کی مناسبت سے جلسے جلوس کی محفلیں منعقد کرنا بھی ہے، جب کہ ان مناسبتوں سے محفلیں منعقد کرنے کی شرعی طور پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ ماہ رجب میں جو رجبی عمرہ کیا جاتا ہے اور اس مہینے میں جو خاص عبادتیں کی جاتی ہیں جیسے نفلی نماز پڑھنا، نفلی روزے رکھنا، ان سب کا شمار بدعت میں ہے کیونکہ اس مہینے کی دیگر مہینوں پر عمرہ، روزہ، نماز اور قربانی وغیرہ کے لیے کوئی فضیلت وخوبی ثابت نہیں ہے۔ اور اسی میں سے صوفیوں کے انواع واقسام کے اذکار ہیں جو تمام کے تمام بدعت وگھڑی ہوئی چیز ہیں اس لیے کہ یہ اپنے الفاظ، طریقے اور اوقات میں شرعی اذکار کے مخالف ہیں۔ اور اسی میں سے ہے ماہ شعبان کی پندرہویں رات کو قیام کے ساتھ اور دن کو روزے کے ساتھ خاص کرنا، اس لیے نبی کریم ﷺ سے کوئی ایسی چیز ثابت نہیں ہے جو اس دن کے ساتھ مخصوص ہو، اور اسی میں سے قبروں پر عمارتوں کی تعمیر، نیز اسے مسجد بنانا اور تبرک کی غرض سے اس کی زیارت کرنا، مردوں کو وسیلہ بنانا اور اس کے علاوہ دیگر شرکیہ

مقاصد ہیں اور اجتماعی طور پر عورتوں کا قبروں کی زیارت کرنا بھی بدعت ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور قبروں کو مسجد بنانے والوں، چراغ روشن کرنے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔

<u>حرفِ آخر</u>: اخیر میں عرض ہے کہ بدعتیں کفر کی ڈاک ہیں اور یہ ایک ایسے دین کی زیادتی ہے جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے مشروع نہیں کیا ہے، بدعت گناہ کبیرہ سے زیادہ بری چیز ہے اور شیطان بدعت سے گناہ کبیرہ کی نسبت زیادہ خوش ہوتا ہے اس لیے کہ گنہگار گناہ کرتے ہوئے یہ جانتا ہے کہ یہ گناہ ہے تو اس سے توبہ کرسکتا ہے اور بدعتی بدعت کرتے وقت یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ یہ دینی چیز ہے جس سے اللہ کا قرب حاصل کیا جاسکتا ہے تو اس سے توبہ نہیں کرتا ہے۔ اور بدعتیں سنتوں کا خاتمہ کردیتی ہیں تو وہ بدعتیوں کے نزدیک سنت پر عمل اور اہل سنت کو مبغوض و ناپسندیدہ کردیتی ہیں اور بدعت اللہ سے دور کرکے اس کے غضب و عقاب کو لازم کردیتی ہے اور دلوں کی کجی اور خرابی کا سبب بنتی ہے۔

<u>بدعتیوں سے کیسا سلوک کیا جائے</u>: بدعتیوں کے پاس آنا جانا، ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا حرام ہے ہاں اگر مقصد ان کو نصیحت کرنا اور ان کے اس فعل پر نکیر ہو تو جائز ہے۔ اس لیے کہ بدعتی سے ملنا جلنا ملنے والے پر بہت برا اثر چھوڑتا ہے جس کی برائیاں دوسروں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔ اور جب انہیں بدعت سے روکنے اور گرفت کرنے کی طاقت نہ ہو تو ان سے اور ان کی برائیوں سے ڈرنا ضروری ہے۔ اور ممکن ہونے کی صورت میں علماء کرام اور ان کے اولی الامر پر ان کی گرفت کرنا، ان کی برائیوں سے انہیں باز رکھنا اور انہیں بدعتوں سے روکنا واجب ہے، اس لیے کہ اسلام پر ان کے خطرات بہت سخت ہیں۔ پھر یہ جاننا ضروری ہے کہ کافر ممالک بدعت کی نشر و اشاعت میں بدعتیوں کی ہمت افزائی کرتے ہیں نیز مختلف طریقوں سے ان کی مدد کرتے ہیں۔ اس لیے کہ اس میں اسلام کا خاتمہ ہے اور اس کی صورت دوسروں کی نظر میں بگاڑنا مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہم سوال کرتے ہیں کہ وہ اپنے دین کی مدد فرمائے اور اپنے کلمے کو بلند کرے اور دشمنوں کو رسوا کرے۔ (آمین)

نذیر کرٹن ہاؤس کا افتتاح

جہلم شہر کناری بازار میں شیخ طارق نذیر اور انوار ادریس نے ''**نذیر کرٹن ھائوس**'' کے نام سے اپنے کاروبار کا آغاز کیا ہے افتتاح رئیس الجامعہ حافظ عبد الحمید عامر صاحب کے درس قرآن وحدیث سے ہوا۔ جس میں کاروباری حضرات نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ دعا ہے اللہ ان کے کاروبار میں برکت فرمائے۔ آمین

میٹرو شوز دکان کا افتتاح

مورخہ 10 مارچ بروز ہفتہ شیخ محمد فاروق کے بیٹے آصف فاروق نے مین بازار میں ''**میٹرو شوز**'' کے نام سے اپنا کاروبار شروع کیا ہے۔ جس میں مدیر الجامعہ حافظ احمد حقیق نے درس قرآن وحدیث ارشاد فرمایا اس موقع پر چوہدری صادر اقبال عارف، شیخ محمد جاوید، شیخ محمد شکیل اور شیخ محمد اسحاق موجود تھے۔

الغنی موبائل شاپ کا افتتاح

مورخہ 15 مارچ بروز جمعرات محمد صدیق یوسفی کے بیٹے ابوبکر صدیق نے چوک اہل حدیث میں ''**الغنی موبائل شاپ**'' میں اپنے کاروبار کا آغاز کیا ہے اس موقع پر مولانا قطب شاہ نے دعا خیر و برکت کی جس میں سیٹھی محمد ارشد فاروق، شیخ سیف لطیف اور دوسرے کاروباری حضرات نے شرکت کی۔